محمد اعظم
ڈاکٹر ارشاد بیگم
سینئر انسٹرکٹر، شعبہ اردو، نمل اسلام آباد
ڈاکٹر زینت افشاں
شعبہ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور، فیصل آباد کیمپس

فکرِ اقبال قرآن کی روشنی میں

Muhammad Azam
Dr. Irshad Begum
Senior Instructor, Department of Urdu, National University of Modern Languages, NUML Islamabad.
Dr. Zeenat Afshan
Department of Urdu, University of Education, Lahore, Faisalabad Campus.

Iqbal's Thoughts in the Light of Quraan

Allama Iqbal is a philosopher cum poet. His teachings are useful for humanity till now after passing a century. The Quran played a vital role in shaping his philosophy. His thoughts and teaching cannot be obsolete because he gets the light from the Holy Quran and the Sunnah of Prophet Muhammad (Peace be Upon Him). Iqbal not only gets inspiration from the Holy Quran but also suggests his readers to get the light from the Holy Book. He wrote many verses in his Urdu and Persian poetry about the Quran. He also wrote letters to his friends about the inspiration of Quran. He is of the view that Muslims can regain their great status if they act upon on the Quran teachings. In this article a detailed review has been taken how the Quran shaped his intellectual and mental evolution. A detailed analysis has also been taken about his basic concept "Khudi" in the light of the Quran.

Keywords: *Quran' Muhammad 'prophet' Iqbal 'Thoughts 'Evolution 'Self 'Poetry.*

ڈاکٹر علامہ اقبال فلسفی، حکیم الامت، مجتہد، مفکر اور قومی لیڈر کی حیثیت سے دنیائے علم وادب میں منفرد اور ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ ان کی فکر ہر دور میں انسانوں کی راہنمائی کی اہلیت رکھتی ہے۔ فکرِ اقبال کی آفاقیت کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان کی بنیاد قرآن وسنت پر استوار ہوئی ہے۔ اقبال کے ذہنی وفکری ارتقامیں قرآن نے بہت اہم کردارادا کیا۔ قرآنی تعلیمات کا پرتو ان کی شاعری میں جگہ جگہ نمایاں ہیں۔ ان جیساشاعر آج تک پیدا نہیں ہوا۔ان کی شاعری میں حافظ کا سوز، عمر خیام کی بیباکی اور غالب کی خودداری پنہاں ہے۔انھوں نے مشرق ومغرب کے فلسفوں کا گہرا مطالعہ قرآن حکیم کی روشنی میں کیا تھایہی وجہ ہے کہ ان کے فکروادارک کی حدود وسیع تر ہوگئی تھیں۔ان کے مطابق اسلامی ثقافت کی روح کونسلی عصبیت کے خس وخاشاک سے پاک کرناضروری ہے۔انھوں نے اپنے تعلیمی زندگی میں شمس العلماسید میر حسن جیسے علماسے فیض حاصل کیا۔ اسی طرح فلسفہ میں ڈاکٹر آرنلڈسے استفادہ کیا۔ انھیں ملتِ اسلامیہ سےوالہانہ عشق تھا۔اسی زمانےکے فارسی کلام خاص طور پر اسرارورموز میں قرآنی تعلیمات کا عکس موجودہے۔

اقبال کی ابتدائی تربیت میں قرآن اور سنت کا بڑا عمل دخل تھا۔ ان کے والد محترم شیخ نور محمد ایک صوفی منش انسان تھے۔ ان کی شفقت اور تربیت نے اقبال کی سوچ وفکر کو قرآنی رنگ میں رنگ دیا۔ قرآن کی تعلیمات اوراسوہ رسولؐ کی تقلید کوزندگی کا مقصد بنالیا۔ قرآن کی تلاوت بچپن سے ہی کرنے کے عادی تھے دوسرے والد کے عارفانہ مذاق نے بھی اقبال کے دل میں قرآن وسنت سے لگاؤپیدا کیا۔ اقبال کے تمام افکارواشعار کاماخذ قرآن اوراسوہ حسنہ ہے۔ اقبال مولاناسلمان ندوی کولکھتے ہیں:

> "میرا مسلک وہی ہے جو قرآن کا ہے۔جن لوگوں کے عقائدو عمل کاماخذ کتاب وسنت ہےاقبال ان کے قدموں میں ٹوپی توکیاسر رکھنے کو تیار ہےاوران کی محبت کے ایک لحظہ کودنیاکی تمام عزت وآبروپر ترجیح دیتاہے"۔(۱)

علامہ اقبال نے اپنے افکار کی بنیاد قرآن وسنت پر رکھی۔انھیں پیغمبرِ اسلام سے والہانہ عشق تھا۔ محمد حنیف شاہد اپنے مضمون "فکرِاقبال۔ قرآن وسنت کی روشنی میں" میں اقبال کی اسلام اور محمد ﷺ سے محبت کاذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "اقبال جتنامغرب کے تعلیمی وتہذیبی حالات سے آگاہ ہوئے اتنےہی ان میں اسلام سے محبت اور شیفتگی کے جذبات ابھرتے گئے۔اتنے بڑے فلسفی ومفکر ہونے کے باوجود رسولؐ کی سیرت ومعجزات کوعقل کی کسوٹی پرپرکھنے کی جرات نہ کی اس معاملے میں وہ ایمان

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بالغیب کے قائل تھے۔ عشقِ رسولؐ کی کیفیت یہ تھی کہ جب بھی نام محمدؐ کسی کی زبان سے سنتے آنکھیں پر نم ہو جاتیں"۔ (۲)

مسلمانوں کی ایک ہزار سالہ تاریخ میں اقبال پہلے شخص ہیں جنھوں نے یہ تصور دیا کہ اسلام کو بحیثیت دین کے عملی مظاہرہ کے لیے ایک الگ مملکت کی ضرورت ہے۔ یہ کسی شاعر کا خواب نہیں تھا بلکہ ان کی قرآن فہمی کا حاصل تھا۔ انہوں نے جو سمجھا قرآن سے سمجھا اور جو کچھ سمجھایا قرآن سے سمجھایا اسی لئے فکر اقبال کا منبع قرآن ہے۔ وہ برملا کہتے ہیں:

گر دم آئینہ بے جوہر است
ور بہ حرفم غیر قرآن مضمر است
پردۂ ناموسِ فکرم چاک کن
این خیاباں راز خارم پاک کن
تنگ کن رختِ حیات اندر برم
اہلِ ملّت را نگہدار از شرم
روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا
بے نصیب از بوسہ پا کن مرا (۳)

ان اشعار میں اقبال بارگاہ رسالتؐ میں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ، اگر میرے دل کا آئینہ جوہروں سے خالی ہے اور اگر میری باتوں میں قرآن کے علاوہ کچھ اور ہے تو آپ میری فکر کی عزت کا پردہ چاک کر دیں اور ایسا انتظام فرمائیں کہ میرے کانٹے سے آپ کے پھولوں کی کیاری پاک ہو جائے۔ زندگی کا لباس مجھ پر تنگ کر دیجیے اور ملتِ اسلامیہ کے افراد کو میری برائی سے بچائے رکھیے۔ میرے آقا روز قیامت مجھے ذلیل و رسوا کیجیے اور کہ مجھے اپنے پاؤں کے بوسہ سے بھی محروم رکھیے۔

اس سے بڑی بات اقبال کہہ نہیں سکتے تھے بلکہ کسی بھی مسلمان کے لئے یہ آخری حد ہے۔ رسول اکرم ﷺ سے والہانہ محبت ان کے پیغام کی بنیاد ہے۔ اقبال نے امت مسلمہ کے تن مردہ میں روح پھونکی اور انہیں اپنے سوز جگر سے آشنا کیا۔ اقبال کی تعلیمات اور فکر کا محور قرآن وسنت ہے۔ قرآن وسنت قیامت تک انسان کے لیے راہنمائی کا ذریعہ ہیں۔ فکرِ اقبال سو سال گزرنے کے باوجود متروک نہ ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کی

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

بنیاد قرآن وسنت پر رکھی گئی۔ چیف جسٹس سردار محمد اقبال (ر) اپنے مضمون "حضرت علامہؒ کی فکر و نظر کا سرچشمہ قرآن وحدیث ہے" میں لکھتے ہیں:

"اقبال کے آفاقی کلام کا ماخذ قرآن، حدیث اور سنتِ رسولؐ ہی ہے۔ اقبال نے مغرب ومشرق کے تمام علوم وفلسفوں کا مطالعہ کیا لیکن ان کے بیشتر تصورات کا سرچشمہ اسلامی تاریخی، قرآن اور حدیث ہی ہے"۔ (۴)

علامہ اقبال نے خود کو کبھی بھی شاعر نہیں کہا بلکہ برملا اس کا اظہار بھی کیا کہ انھوں نے شاعری کو اپنی فکر کے ابلاغ کے لیے اپنایا ہے۔ ان کے افکار شاعری کے علاوہ نثر میں بھی جابجا موجود ہیں۔ خاص طور پر ان کے خطبات میں ان کی فکر واضح طور پر سامنے آتی ہے۔ انھوں نے قرآن کا مطالعہ تنقیدی نگاہ سے کیا تھا۔ وہ قرآن کا مطالعہ ایسے کرتے تھے جیسے اللہ تعالیٰ ان سے مخاطب ہے اور قرآن ان پر نازل ہوا ہے۔ ان کی خواہش تھی کہ وہ قرآن کی تفسیر لکھیں لیکن زندگی نے انھیں مہلت نہ دی۔ قرآن کے اسرار ان پر آشکار ہو گئے تھے۔ وہ لکھتے ہیں:

"میں کوئی سخنور نہیں ہاں سخن فہم ضرور ہوں، حکمتِ حیات اور حکمتِ کتاب (قرآنِ حکیم) کا طالب ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنے ملک کے پڑھے لکھے لوگوں پر دین کے اسرار کھول دوں تاکہ وہ اسلام کے قریب آجائیں"۔ (۵)

انھیں قرآن پاک سے اس قدر لگاؤ تھا کہ بچپن ہی سے قرآنی انوارات سے روشن قلب ہو گئے تھے۔ ان کے والد نے علامہ اقبال کے دل میں یہ بات ڈال دی تھی کہ قرآن کو اس طرح پڑھو کہ جیسے تم پر نازل ہو رہا ہو۔ باقاعدہ تلاوتِ قرآن کے باعث علامہ اقبال پر جو اسرار و رموز کھلے ان کا اظہار انھوں نے اپنے احباب کے نام لکھے گئے خطوط میں کیا ہے جن کو پڑھ کر ظاہر ہوتا ہے کہ کہ وہ قرآن کی ایک ایک آیت پر مدتوں غور و فکر میں مشغول رہے۔ وہ یہ بات وثوق سے کہا کرتے تھے کہ مسلمانوں کے زوال کا سبب ترکِ قرآن اور دین سے دوری ہے۔ وہ نئی پود کی اسلام اور قرآن سے دوری پر تشویش کا اظہار کرتے تھے۔ بعض اوقات ان کی ساری رات تلاوتِ قرآن یا نماز میں گزر جاتی۔

علامہ اقبال نے جابجا اپنے کلام میں قرآن کا ذکر کیا ہے، خود بھی اس سے راہنمائی حاصل کی اور دوسروں کو بھی اس سے راہنمائی حاصل کرنے کی نصیحت کرتے رہتے تھے۔ ان کا ایمان تھا کہ قرآن وسنت ہی وہ ذرائع ہیں جن کے ذریعے مسلمان اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن انسانوں کی راہنمائی اور نصیحت

کے لیے نازل ہوا تھا لیکن بد قسمتی سے ہم مسلمان اسے صرف ثواب کی نیّت سے پڑھتے ہیں اور اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے۔ قرآن کے بارے میں اقبال لکھتے ہیں:

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف [۶]

علامہ اقبال نے اپنی نظم "شکوہ" اور "جوابِ شکوہ" میں مسلمانوں کی خستہ حالی، مفلسی اور بے چارگی کا نقشہ کھینچ کر اللہ کے حضور شکوہ و شکایت کی تو بارگاہِ الٰہی سے اس کی وجہ بیان کی جاتی ہے کہ ہمارے اسلاف نے قرآن و سنت پر عمل کیا تو انھوں نے زمانے میں عزت و اکرام حاصل کیا۔ اگر دوبارہ عروج حاصل کرنا چاہتے ہو تو قرآن کو اپنا راہنما بنانا ہو گا۔ اقبال لکھتے ہیں:

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر [۷]

علامہ اقبال قرآن سے لگاؤ اور شغف ابتدائی تربیت کا ثمر ہے۔ جاوید اقبال "زندہ رود" میں لکھتے ہیں:

"ایک دن صبح جب اقبال حسبِ دستور قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے وہ (شیخ نور محمد) ان کے پاس آئے اور شفقت سے فرمایا۔ بیٹا! تجھے کہنا یہ تھا کہ جب تم قرآن پڑھو تو یہ سمجھو کہ قرآن تم پر ہی اترا ہے یعنی اللہ خود تم سے ہمکلام ہے"۔ [۸]

قرآن کے موضوعات کا بنیادی نکتہ انسان ہے۔ قرآن انسان کو علم و عمل کی تعلیم دیتا ہے اور جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم کا درس دیتا ہے۔ اقبال کے افکار میں میں علم و عمل، جہدِ مسلسل اور عملِ پیہم پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اقبال کا بنیادی "نظریہ خودی" بھی انہی عوامل کے گرد گھومتا ہے۔ اقبال کے نزدیک خودی عرفانِ ذات اور اپنی پہچان ہے۔ انسان اپنی خودی کا مقصد پہچانے اور اس کائنات میں اللہ اور بندے کے مقام کو شناخت کرے۔ اقبال کا نظریہ خودی بھی قرآنِ مجید سے ماخوذ ہے۔ غلام مصطفی خان اپنی کتاب "اقبال اور قرآن" میں وحید الدین کی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے یوسف سلیم چشتی اور اقبال کی گفتگو قلمبند کرتے ہیں:

ایک دن پروفیسر یوسف سلیم چشتی نے علامہ سے براہ راست یہ سوال کیا، آپ کے فلسفہ خودی کا ماخذ کیا ہے؟ اور چونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ خودی کا فلسفہ صوفیائے کرام اور قرآن کریم سے ماخوذ ہے، اس لیے میں نے خاص طور پر یہ بات آپ سے پوچھی ہے۔ فرمایا، ہاں یہ

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

آیت استحکام خودی پر دال ہے: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ (المائدہ، ۱۰۵)(اے لوگو، جو ایمان لائے ہو۔ تم پر فرض ہے خودی کی محافظت، اگر تم ہدایت پر ہو، تو وہ شخص جو گمراہ ہے، تمھیں کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ تم سبھوں کو اللہ ہی کے پاس واپس جانا ہے اور وہ تمھیں تمھارے اعمال سے مطلع کر دے گا)"۔[۹]

اقبال فلسفہ خودی جسے ان کے افکار کا شاہکار کہا جاتا ہے۔ اس وقت اورآج کے دور میں بھی بہت سے محققین اسے مغرب سے ماخوذ قرار دیتے ہیں۔ علامہ اقبال کے فلسفہ خودی کے ماخذ کے بارے میں سید نذیر نیازی اپنی کتاب "اقبال کے حضور" میں رقمطراز ہیں:

ایک بار میں نے اقبال سے سوال کیا کہ آپ کے سلسلہ میں لوگ کیا کہتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ آپ نے یہ فلسفہ نطشے سے لیا کوئی کچھ اور؟ تو اقبال نے ان سے کہا کل آنا۔ وہ بہت خوش ہوئے کہ شاعر مشرق مجھے یہ سعادت بخش رہا ہے۔ مگر اگلے دن جب مقررہ وقت پر وہ پہنچے تو فرمایا قرآن مجید نکالو تو میری امیدوں پر اوس پڑ گئی، اس لیے کہ میں نے سوچا تھا کہ فلسفہ کی کوئی کتاب نکالیں گے، کہا کہ سورۃ حشر نکالو پھر کہا کہ میرے فلسفہ خودی کا ماخذ یہ آیت ہے: وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسَاهُمْ اَنْفُسَهُمْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ (سورۃ حشر، ۱۹)۔ اور ان کی طرح نہ ہو جانا جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا پھر اللہ نے بھی ان کو (ایسا کر دیا) کہ وہ اپنے آپ ہی کو بھول گئے، یہی لوگ نافرمان ہیں۔[۱۰]

علامہ اقبال نے جب ہوش سنبھالا تو انھوں نے مسلمان قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑا پایا۔ انھوں نے فوراً اس کے اسباب پر غور شروع کر دیا۔ انھوں نے مسلمان قوم کی محکومی اور جہالت کے اسباب میں بتایا کہ دین سے دوری ان کے مسائل کی بڑی وجہ ہے۔ دین اسلام کی اصل روح جہدِ مسلسل ہے جو مسلمانوں میں ناپید ہے اگر مسلمان دوبارہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو اپنے اندر اپنے اسلاف کی خودی بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ خودی خدائی صفات کا پرتو ہے۔ رفیع الدین ہاشمی لکھتے ہیں:

"خودی کی عظمت، اہمیت کو واضح کرنے کے بعد اقبال اس کی پرورش کی تلقین کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک خودی، انسان کو فقر و استغنا اور غیرت و خودداری سکھاتی ہے،

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

خودی کی وجہ سے انسان دنیامیں سر اٹھاکر چل سکتاہے اور ہزار سجدے سے نجات پالیتا ہے"۔(۱۱)

فکر اقبال کی اساس خودی ہے۔ جس کے بغیر مسلمان کے کردار کی تکمیل وترویج ناممکن ہے۔اس سے انسانی روح بیدار ہو کر پاکیزگی اختیار کرتی ہے۔اور قلب انسانی میں عمل صالح کی تحریک پیدا کرتی ہے۔ عمل صالح سے عزت نفس کا جذبہ قوی ہوتا ہے۔عزت نفس سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے اورانسان خود بین وخود آگاہ ہو جاتا ہے اوراس کی بصیرت کے تمام پہلو روشن ہو جاتے ہیں۔وہ دیدہ بیدار سے حقیقت کا اندازہ کرتا ہے اور ہر شے پر خالق کائنات کی ذات محیط نظر آتی ہے۔خودآگاہی کی منزل پر پہنچ کر وہ کائنات کی ہر شے کو اپنے ارادوں کا تابع پاتا ہے۔ قرآن میں بیان کی گئی ہدایات وحکیمانہ نکات کو سمجھنے کے لیے خودی کا ارتقااوراس کی تربیت ضروری ہے۔خودی کی تربیت سے انسان میں وہ قوت روحانی پیدا ہوتی ہے جو پوری فرعونیت کو نیست ونابود کر سکتی ہے۔دراصل علامہ اقبال کے فلسفہ خودی کی اس روح کو سمجھنا چاہیے جس کا ادراک صرف اسلام اور قرآن کے اساسی نکات فراہم کرتے ہیں۔ علامہ اقبال تصور خودی ان کے تمام نظریات کی اساس ہے۔وہ ایک ایسے فلسفیانہ نظام فکر کی بات کرتے ہیں جس میں انسانیت کی توقیر بڑھتی ہے۔ان کی فکری اساس قرآن وسنت سے روشنی لیتا ہے۔ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

"اس سے انکار نہیں کہ اقبال نے اپنے پیغام میں اسلام کو اساسی اہمیت دی ہے اوران کا اصل مخاطبہ مسلمانوں ہی سے ہے لیکن ایسا کرنا کسی تعصب و تنگ نظری کی بنا پر نہیں بلکہ ناگزیر صورت حال کے پیش نظر تھا۔وجہ یہ ہے کہ محض فلسفیانہ یامجرد تصور کی حیثیت سے تو یہ بات بہت آسان ہے کہ کسی عالمگیر نظامِ حیات کو عملی شکل میں دیکھنا دکھانامقصود ہو اور تاریخی شہادتوں یاواقعاتی دلائل کی مدد سے اس پر عمل کرنے کی ترغیب بھی دینی ہو تو پھر ضروری ہو جاتا ہے کہ اس خیالی نظامِ حیات کو متشکل ومجسم کر کے لوگوں کے سامنے لایاجائے۔اقبال نے یہی کیایعنی فرد وجماعت اور خودی وبے خودی کے باہم تعلق کو مجرد نظریے کے بجائے مسلمان اور ملتِ اسلامیہ کے حوالے سے مقرون صورت میں پیش کیاہے"۔(۱۲)

ISSN (Print): 2709-9636 | ISSN(Online) : 2709-9644 | ISSN-L : 2709-9636

علامہ اقبال کے تمام افکار و تعلیمات کا منبع قرآن و حدیث ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انھوں نے اپنی شاعری اور نثر میں قرآن کی تفسیر بیان کی ہے تو یہ بات درست ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے فلسفے کو ایک صدی گزر جانے کے باوجود نہ ہی متروک ہوا اور نہ ہی جامد ہوا کہ صرف فلسفے کی نصابی کتابوں میں پڑھایا جائے بلکہ یہ آج بھی اتنا ہی زندہ و جاوید ہے جتنا علامہ اقبال کے دور میں تھا بلکہ آج کے دور میں تو اس کی افادیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ اقبال کا فلسفہ زندگی کا فلسفہ ہے اور انسان کے تمام مسائل اور ان کے تشفی بھر حل کا فلسفہ ہے۔ غرض یہ کہ اقبال نے قرآنی آیات کے استنباط اور وجدان سے فکر و نظر کا سامان پیدا کیا اور زندگی کا راز پایا۔ لہٰذا اقبالیات ایسا موضوع بن گیا جس کی وسعتیں معاشیات، اخلاقیات اور تاریخ کے اہم پہلو کا احاطہ کرتی ہیں۔ یعنی مطالعہ اقبال میں فکر اقبال کی ہر جہت اپنے فلسفیانہ فکری سرمائے کے اعتبار سے ایک جامع اور علیحدہ حیثیت رکھتی ہے۔ اقبالیات کا اگر قرآنی آیات کو ماخذ بنا کر مطالعہ کیا جائے تو اس میں معنویت کے مزید نئے روشن افق سامنے آتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ اقبال، محمد، "اقبال نامہ"، مرتب شیخ عطا اللہ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۱۲ء، ص ۳۹۰

۲۔ حنیف شاہد، محمد، "فکرِ اقبال۔ قرآن و سنت کی روشنی میں"، مضمون مشمولہ ہفت روزہ "چٹان"، جلد ۴۱، شمارہ نمبر ۱۶، لاہور، ۱۹۸۸ء، ص ۱۶

۳۔ اقبال، "اسرار و رموز"، کتب خانہ نذیریہ اردو بازار دہلی ۱۹۶۲ء، ص ۱۵۰

۴۔ محمد اقبال، سردار، "حضرت علامہؒ کی فکر و نظر کا سرچشمہ قرآن و حدیث ہے"، مضمون مشمولہ ہفت روزہ "چٹان"، جلد ۲۸، شمارہ نمبر ۱۷، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص ۱۴

۵۔ اقبال، محمد، ڈاکٹر، "گفتارِ اقبال"، مرتب محمد رفیق افضل، ادارہ تحقیقاتِ پاکستان، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۲۳۲

۶۔ اقبال، "بالِ جبریل"، تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور، ۱۹۳۵ء، ص ۱۱۲

۷۔ اقبال، "بانگِ درا"، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، طبع سوم ۱۹۳۰ء، ص ۲۰۴

۸۔ جاوید اقبال، ڈاکٹر، "زندہ رود"، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۸۸

۹۔ غلام مصطفی خان، "اقبال اور قرآن"، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۱۸

۱۰۔ نذیر نیازی، سید، "اقبال کے حضور"، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۱ء، ص، ۲۰۹

۱۱۔ ہاشمی، رفیع الدین، "اقبال کی طویل نظمیں"، گلوب پبلشرز، لاہور، دسمبر ۱۹۷۰ء، ص ۱۷۷

۱۲۔ فتح پوری، فرمان، ڈاکٹر، "اقبال سب کے لیے"، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص ۱۱۴